اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے

وائس چانسلر کے ساتھ ایک نشست

عزیز الرحمٰن العظیمی

اسلامی مدارس اور دینی جامعات نے علم کے فروغ واشاعت، تعلیم کی روشنی عام کرنے اور ناخواندگی کے خاتمے کے لئے جو کردار ادا کیا ہے وہ ایک روشن حقیقت ہے اور منصف مزاج مؤرخ ضرور اسے علم وفن کے باب میں سنہری الفاظ کے ساتھ ذکر کرے گا۔

خصوصاً برصغیر پاک وہند میں دارالعلوم دیوبند اور اس سے منتسب بعض اداروں کی تعلیمی ،تربیتی ،تبلیغی، تصنیفی اور تحقیقی خدمات اور مساعی تو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں،ان دینی مدارس میں جامعہ ندوۃ العلماء لکھنؤ، جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک ، جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، جامعہ دارالعلوم کراچی اور جامعہ فاروقیہ کراچی سرفہرست ہیں ۔یہ ادارے محض مسلمانوں کے تبرعات اور عطیات اور اہل خیر کے تعاون سے چلتے ہیں اور سرکاری فنڈز یا دوسرے ذرائع آمدن کا یہاں وجود کیا تصور بھی نہیں ہے،تاہم پھر بھی یہ اپنے محدود وسائل اور قلیل آمدن میں اتنا کام کرتے ہیں کہ بڑی بڑی جامعات وسائل کی فراوانی اور تمام تر خواہشوں اور کاوشوں کے باوجود اسکی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

مدارس دینیہ کے یہ کارنامے وقتاً فوقتاً مختلف ارباب بسط وکشاد کے علم میں آتے رہے ہیں اور بہتوں نے اسکی وقعت وجلالت کا اعتراف بھی کیا ہے مگراس کے باوجود مدارس کا یہ المیہ رہا ہے کہ نہ تو ان کا کام دنیا والوں کو نظر آتا ہے اور نہ ان کے ہاں انہیں کوئی پزیرائی اور عزت افزائی ملتی ہے۔غور وفکر سے اسکی یہی ایک وجہ سمجھ آتی ہے کہ مغربی تہذیب کی یلغار نے لوگوں کو مادے کی پرستش کی اندھی بہری وادی میں ایسا دھکیل دیا ہے کہ اب انہیں ہر معاملے میں ''زر'' کا تناسب دیکھنا ہوتا ہے، ہر چیز کو وہ کمرشل بنیادوں پر لیتے اور خالص ذاتی بلکہ مالی مفاد کے تناظر میں دیکھنے کے عادی ہوگئے ہیں، اور ادھر مدارس دینیہ میں اول وآخر صبر، توکل، قناعت، اخلاص، ایثار، مجاہدہ اور رضاء بالقضاء جیسی روحانی قدریں بنیادی فیسلیٹیز کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ببیں تفاوت رہ است از کجا تا بہ کجا

دینی اداروں اور سرکاری اداروں میں اقدار اور ترجیحات کے اس فرق اور علماء اور عوام میں ذہنی لحاظ سے

اس خلیج کا ہی نتیجہ ہے کہ سرکار کے ہاں تسلیم شدہ اور گورنمنٹ سے منظور شدہ شھادۃ العالمیہ (ماسٹر ڈگری) کے حامل افراد کو ایکویلنس سرٹیفیکیٹ (معادلہ سند) یا اسکی بنیاد پر کسی شعبے میں، داخلے کے حصول کے لئے کیا کچھ پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ اور دینی مدارس کے یہ ناقدین جو ان مدارس کے فضلاء کے عصری تقاضوں، انگریزی اور دوسرے عصری علوم سے نابلد ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، حیرت کی بات ہے کہ جب یہی فضلاء ان کے پاس آتے ہیں تو ان کے دروازے ان کیلئے بند ہوتے ہیں اور وہ کسی قیمت پر انہیں ''عصری تقاضوں'' سے ہم آہنگ ہونے کا موقعہ نہیں دیتے ، اور ریکارڈ گواہ ہے کہ جب کبھی انہیں موقعہ ملا ہے تو پھر میدان مارنے والے بھی وہی ہوئے ہیں، جامعہ فاروقیہ کراچی ان چند گنے چنے مدارس میں سے ہے جس نے بہت کم وقت میں خدمات اور شخصیات کی ایک ضخیم مقدار امت مسلمہ کی جھولی میں ڈالدی ہے۔ اور یہی نہیں یہاں تو ہر آنے والی صبح کا سورج ایک نئے عزم اور تازہ دم جذبے کے ساتھ طلوع ہوتا ہے۔ آج سے پندرہ بیس برس قبل یہاں سے چار زبانوں میں الفاروق کا معیاری میگزین چھپنا شروع ہوا ہے اور لمحہ موجود تک تسلسل وتواتر سے شائع ہو رہا ہے اور ہر میگزین کا اپنا لکھاریوں اور قارئین کا ایک حلقہ ہے۔ معاصر تعلیمی اداروں میں اس کی مثالیں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہیں۔

صحیح بخاری کی جامع اور محقق اردو شرح شاید پورے برصغیر کے ذمے ایک علمی قرض اور دینی فرض تھا، جامعہ میں اس شرح کا مسودہ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی تقریرِ صحیح بخاری سے تیار ہوگیا ہے یہ حضرت شیخ کی نصف صدی سے زائد عرصے کی خدماتِ حدیث کا نچوڑ ہے، اس پر تحقیق وتخریج کا بھی تقریباً آدھا مرحلہ گذر چکا ہے اور ایک اندازے کے مطابق یہ تیس سے زائد جلدوں پر مشتمل ہوگی، جس کی بارہ ضخیم جلدیں منظرعام پر آچکی ہیں اور ۸ زیر طبع ہیں اور بہت جلد ہی جامعہ، جہانِ علم وادب کا یہ قرض اتار دیگا۔

عربی زبان کے فروغ کیلئے بھی جامعہ کی خدمات ومساعی ایک مسلم حقیقت ہے جس کی داد اس نے دنیائے عرب کے ممتاز شیوخ اور ملک کے نامور دانشوروں سے حاصل کی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انہی خدمات واعزازات اور اپنی عربی وادبی ذوق کی بنیاد پر جامعہ نے جامع ازہر (مصر) اور جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) کے فارغ التحصیل اساتذہ کی خدمات حاصل کیں، جو سالہا سال تک یہاں درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ان عرب اساتذہ کی نگرانی میں یہاں عربی معہد کا آغاز کیا گیا جو ادارے کی غیر معمولی دلچسپی کے سبب خوب پھلا پھولا، ماضی میں اس کے کامیاب سالانہ پروگراموں میں دیگر کے علاوہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ڈاکٹر عسال بھی تشریف لاچکے ہیں۔ رابطہ عالمِ اسلامی کی ذیلی ونگ رابطۃ الجامعات الاسلامیہ العالمیہ میں شمولیت کے لئے بھی جامعہ نے درخواست دی تھی جو منظور ہوگئی ہے، اس سلسلے میں گذشتہ روز اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے وائس چانسلر جناب انور حسین صدیقی جامعہ تشریف لائے، یہاں ان کا پُرتپاک استقبال ہوا اور بعدازاں ان کے لئے پُرتکلف عشائیہ کا بھی اہتمام

کیا گیا۔ وفاق المدارس العربیہ اور اتحادِ تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان کے صدر شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، جامعہ فاروقیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان "رابطۃ الادب الاسلامی العالمیۃ" اور "الملتقی العالمی للعلماء والمفکرین الاسلامیین" کے ممبر مولانا ولی خان المظفر، ماہنامہ وفاق المدارس کے مدیر علامہ ابن الحسن عباسی اور دیگر اساتذۂ جامعہ کے ساتھ اُن کی تفصیلی نشست ہوئی، قبل ازیں انہوں نے جامعہ کے تمام شعبوں کا تفصیلی معائنہ بھی کیا۔ وائس چانسلر صاحب نے جامعہ کی سرگرمیوں پر مسرت وانبساط کا اظہار کیا اور نہایت محدود وسائل میں اس وسیع پیمانے پر کام پر انہوں نے تعجب آمیز مسرت کا اظہار کیا۔ اسلامک یونیورسٹی کے موجودہ وائس چانسلر دینی تعلیم اور دینی اداروں کے حوالے سے کافی مثبت سوچ کے حامل ہیں، وہ مدارس دینیہ میں جہاں بعض اصلاحات کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، ان کی افادیت اور خدمات کے بھی معترف ہیں۔ وہ اپنی معتدل سوچ اور علمی وانتظامی حیثیت کی بنیاد پر دینی اور عصری اداروں کے درمیان پل کا کردار ادا کر سکتے ہیں اور خوشی کی بات یہ ہے کہ انہیں اس خلیج کا احساس بھی ہے اور اسے پاٹنے کی فکر بھی۔۔۔ موصوف نے غیر رسمی گفتگو کے دوران لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلے میں بطورِ خاص معلومات کیں اور جامعہ کی نئی عمارت میں ان کے لئے مستقل ڈپارٹمنٹ اور علحدہ کمپاؤنڈ کے منصوبے پر اطمینان کا اظہار کیا، انہوں نے اسلامی یونیورسٹی میں بھی طالبات کے لئے حتی المقدور خواتین ٹیچرز کے انتظام کی اپنی ترجیح کا ذکر کیا۔ مولانا ڈاکٹر عادل خان نے جب دینی مدارس میں طالبات کی تعداد مسلسل بڑھتے رہنے اور اب وفاق کے ریکارڈ میں طلبہ کے مقابلے میں دوگنی ہوجانے کا ذکر کیا تو چانسلر صاحب نے کہا یونیورسٹی میں بھی بالکل یہی صورت حال ہے اور یہی نہیں طالبات کی طلبہ کے مقابلے میں قابلیت اور استعداد بھی زیادہ ہے۔

دُخترانِ قوم کے علم ودانش کی طرف رجوع کی اس بڑھتی ہوئی شرح کی قدر کی جانی چاہیئے اور ان کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر نہیں اٹھائی رکھی جانی چاہیئے، بچیوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں دینی یا عصری اداروں میں پائی جانے والی خامیوں کا ازالہ اور خوبیوں کا تبادلہ ہونا چاہیئے، انہوں نے مدارس میں انگریزی زبان کی معیاری تعلیم کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ یقیناً اس حوالے سے دعوؤں اور وعدوں کے باوجود مدارس میں اب تک محسوس کی جانے والی تبدیلی دیکھنے میں نہیں آرہی ہے اور اس خلا کو پُر کرنے کی ضرورت وافادیت سے بہر حال انکار ممکن نہیں ہے۔

وفاق المدارس اور اتحاد تنظیمات دونوں کے صدر اور اسلامی یونیورسٹی کے موجودہ چانسلر کے درمیان رسمی ملاقاتوں سے بات آگے بڑھنی چاہیئے، اور دینی مدارس اور عصری تعلیمی اداروں اور علماء اور دانشوروں کے درمیان فاصلوں کے خاتمے کے لئے سنجیدہ عملی کوششیں ہونی چاہئیں، نصاب ونظامِ تعلیم، طرقِ تدریس اور دیگر امور کے حوالے سے ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ ہونا چاہیئے۔ اُمہ اور ملک وملت کے بہی خواہوں اور نگہبانوں کے درمیان رابطوں میں اضافے اور فاصلوں میں کمی کی ضرورت آج پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔